AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

ناول "دریا کے سنگ" کا موضوعاتی جائزہ

Thematic review of the novel Darya key Sanng "

Mrs.Wajiha Khaleel

MS Urdu, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur

Dr. Aasma Rani

Assistant Professor, The Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur

Abstract

Nisar Aziz Butt's last novel is "Darya Key Sanng" which has two main characters Darya and Sajid. In this novel, the author has used the river and the flow of life as a metaphor. The importance of the river is so high in the novel. It is safe to say that the story cannot go on without it. The River appears to be the second most important character in this novel. It can also be called a symbol, a symbol of the continuity of life, flow and selflessness. A water that washes away all impurities and impurities Black and white all become one. Thus the river is a metaphor of eternity. The protagonist of the novel Sajid is captivated by the love of the river and is forced to return to the river again and again.

Keywords: *River, Metaphor, symbol of the continuity of life, flow and selflessness, eternity*

۱۹۸۰ء میں شائع ہونے والا نثار عزیز بٹ کا ناول "دریا کے سنگ" جس کے دو مرکزی کردار دریا اور ساجد ہیں۔ اس ناول میں واحد متکلم کا صیغہ اور مونولاگ کی تکنیک کا استعمال کیا گیا ہے۔ "دریا کے سنگ" دراصل ایک تنہا اور حساس شخص کی داستان ہے جو اپنا گھر بار اور کام کاج کو چھوڑ کر دریا کے کنارے آکر آباد ہو جاتا ہے اور دریا کے کنارے بیٹھ کر اپنی زندگی کے گزرے تلخ واقعات اور اپنی ذات سے جوڑے لوگوں کے بارے میں یاد کرتا ہے۔

"دریا" نے اس ناول میں نہ صرف ساجد کی تنہائی میں اس کا ساتھ دیا بلکہ اس کو سکون بھی موثر کیا تھا۔ مصنفہ اپنے اس ناول کے بارے میں اپنی آپ بیتی "گئے دنوں کا سراغ" میں بھی ذکر کرتی ہیں کہ دریا ہمیشہ ان پر تاری رہتا تھا دریا سے انہیں ہلکا سا خوف آتا تھا مگر یہ خوف انہیں دریا سے اور قریب کر دیتا تھا۔ دریا کے ٹھنڈے خنک اندھیروں کو وہ اپنے سینے میں چھپا کر رکھتی ہیں جو انہیں سکون دیتا تھا وہ بتاتی ہیں کہ جب انہوں نے اپنا ناول "دریا کے سنگ" لکھنا شروع کیا تو انہیں اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ ان کی زندگی میں دریا کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بچپن کے دنوں میں جب نثار عزیز بٹ بیمار ہوتیں تو بستر میں رہنے کے بجائے دریا کے کنارے جا پہنچتی اور دریا کے ان خنک اندھیروں میں چھپ جاتیں یہی کیفیت ہمیں اس ناول کے مرکزی کردار "ساجد" میں بھی نظر آتی ہے۔ اس ناول میں مصنفہ نے دریا اور زندگی کے بہاؤ کو استعاوہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ناول میں "دریا" کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ کہانی اس کے بغیر آگے نہیں چل سکتی یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ "دریا" ناول کا مرکز و محور ہے۔

ڈاکٹر نجیبہ عارف کے بقول

> "دریا اس ناول کا دوسرا اہم ترین کردار بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ اسے ایک علامت بھی کہہ سکتے ہیں، زندگی کے تسلسل، روانی اور بے نیازی کی علامت، ایسا پانی جو تمام تر آلودگیوں اور آلائشوں کو دھو ڈالتا ہے اور جس کے اندر گھل کر سیاہ و سفید سب ایک ہو جاتے ہیں۔ یوں دریا ابدیت کا استعارہ ہے ناول کا مرکزی کردار ساجد دریا کی محبت کا اسیر ہے اور بار بار دریا کے کنارے لوٹ آنے پر مجبور ہوتا ہے۔" ([1])

ساجد اپنی زندگی سے بے زار اور تھک ہار کر دریا کے کنارے آ کر رہنے لگتا ہے۔ جہاں اس کا دوست شجاع اس سے ملنے آتا ہے اور کہتا ہے کہ تم یہاں تنہا کیوں رہتے ہو واپس چلو اور اپنی زندگی کو پھر سے شروع کرو لیکن ساجد انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ابھی یہاں کچھ وقت تنہا دریا کے ٹھنڈے خنک اندھیروں میں گزارنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ دریا مجھے سکون دیتا ہے۔ اس کے بعد دونوں گزرے لمحات کو یاد کرنے لگتے ہیں اور غور و فکر کرتے ہیں۔

ایم۔ خالد فیاض اس حوالے سے کہتے ہیں:

> ""دریا کے سنگ" کی ایک خاص اہمیت ہے۔ صیغہ واحد متکلم اور مونولاگ کی تکنیک میں لکھی گئی جدید عہد کے ایک تنہا اور حساس شخص کی یاداشت پر مبنی ذاتی کہانی اس ناول کا بنیادی موضوع ہے۔ اس کہانی میں دریا، زندگی کے بہاؤ کا ایک استعارہ ہے کہ جس سے راوی کی زندگی جُھوٹتی ہے۔ دریا کے بغیر واحد متکلم کی زندگی کے معنی متعین نہیں ہوتے۔" ([2])

ساجد ایک ایسا کردار ہے جس کی زندگی جبر، بے اختیاری، نامحرومی اور کسی سفر کی تلاش کے گرد گردش کرتی ہے اور وہ دریا کے خنک اندھیروں میں کُل کائنات کی معنویت کو تلاش کرتا ہے جو اس سے بچھڑ گئے اس کے ماں باپ جن کو وہ جانتا تک نہیں تھا، اس کا پہلا بچہ، کوثر اور ثریا ان سب کی موت نے ساجد سے اس کا سب کچھ چھین لیا تھا۔ اسی وجہ سے اس کے اندر موجود بے چینی، اکتاہٹ اور بے اعتمادی اسے شہر شہر لیے پھرتی ہے کئی شہر اور ملک کے سفر کے بعد بھی اسے سکون میسر نہیں ہوتا ہے آخر وہ دریا کو ہی اپنا محور و مرکز بنا لیتا ہے۔ ساجد کی زندگی میں بہت سے لوگ ہیں مگر یہ رشتے بھی اس کی تنہائی اور کرب کو ختم نہیں کر سکے۔ ساجد کی کیفیت اس اقتباس سے صاف واضح ہوتی ہے۔

"میں شدید تنہائی محسوس کرتا ہوں لیکن تنہائی کو چھوڑنے پر بھی آمادہ نہیں۔ سطح پر میری زندگی ایک عام خوش حال شہری جیسی ہے---------- لیکن میرے وجود میں ایک بڑی گھمبیر دوئیت نمودار ہونے لگی ہے۔ سطح پر میں خوش اور خوش حال ہوں لیکن گہرائیوں میں کسی بڑے بحران کا شکار ہو---------ایک باغی میرے اندر قید ہے جسے اس جمود، اس بزدلی، اس زندگی شکن سکون سے شدید نفرت ہے، وہ جینا چاہتا ہے، کچھ کرنا چاہتا ہے، جب کہ خوف زدہ ہوں جینے سے بھی، عمل سے بھی۔" (۳[3])

ساجد کی زندگی کو اگر تین ابواب میں تقسیم کیا جائے تو پہلے دور میں سلمٰی، شجاع اور ممتاز اس کی زندگی میں آتے ہیں جبکہ دوسرے دور میں کوثر اور تیسرے میں ثریا اس کی زندگی میں آتی ہیں اور سکینہ بھی عارضی طور پر ابتداء میں نمودار ہوتی ہے۔ ان سب کرداروں نے ساجد کی زندگی پر گہرا اثر کیا خاص طور پر سلمٰی، کوثر اور ثریا کا ساجد جیسے حساس انسان کی زندگی میں زیادہ عمل دخل ہے۔

سلمٰی منفی خصائص کا حامل فطری اور دلچسپ کردار ہے۔ ساجد کی طرف سے بے اعتنائی اور نظر اندازی اس کے اندر رقابت، حسد اور منفی ردعمل کو پیدا کرتا ہے اور اس رویے کو وہ ناول میں بخوبی نبھاتی بھی ہے۔ سلمٰی نے نہ صرف شجاع اور ساجد کے درمیان پھوٹ ڈالی بلکہ کوثر کو بھی اپنا نشانہ بنایا حالانکہ اس کی شادی شجاع سے ہو چکی تھی اور وہ اپنے شوہر سے نخرے بھی اُٹھواتی تھی۔ سلمٰی نے محض انا پرستی کی وجہ سے ساجد پر ہمیشہ جذباتی وار کئے یہاں تک کہ جب وہ کوثر کو ساجد کے خلاف کرتی تو ساجد کمال ضبط سے اس کے واروں کو برداشت کرتا اور صبر سے کام لیتا ہے۔ سلمٰی کا کردار ناول میں ہر عمل میں باخوبی نبھایا گیا ہے اور ساجد کا رویہ بھی اس سے بے ضرر ہی رہتا ہے۔

نثار عزیز بٹ سلمٰی کے کردار کو ساجد کے ذریعے اس طرح بیان کرتی ہیں۔

"سلمٰی کسی قسم کی شکست برداشت نہ کر سکتی تھی وہ مجھے اپنے قبضے میں دیکھنا چاہتی تھی۔ پھر چاہے وہ مجھے رد کر دے یا لٹکائے رکھے------ وہ جس طرح شجاع اور ممتاز کو اذیت دے کر خوش ہوتی اس سے میرے دل میں اس کے لئے کوئی جذبہ، کوئی رومانی جذبہ نہ ابھر پاتا---------- --------شجاع کو اسیر رکھنے کے لیے اسے میری ضرورت ہو یا ممتاز کو جلانے کے لیے، دوسروں کا دل ایک پُر اسرار کنواں ہوتا ہے کون جان سکتا ہے کہ اس کی تہہ میں کیا ہو رہا ہے۔ خدا سمجھے سلمٰی کو میرے اور شجاع کے درمیان جو دیوار اس نے کھڑی کی اسے میں کبھی نہ ڈھا سکا۔" ([4])

اس اقتباس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سلمٰی وہ پہلا کردار ہے جس نے ساجد کے قریبی رشتوں کو نہ صرف دور کیا بلکہ اس کے اندر ایک ڈر، اذیت اور بے سکونی پیدا کر دی تھی۔ سلمٰی ساجد کی زندگی میں اتنا منفی کردار ادا کرتی ہے کہ وہ ساجد کو ڈھیر کر کے رکھ دیتی ہے۔ یہ سب وہ صرف اس لیے کرتی ہے کہ وہ سب کو خود سے کمتر سمجھتی تھی، لیکن حقیقت میں وہ احساسِ کمتری کا شکار ہے۔

کوثر ساجد کی بیوی اور ناول کا کسی حد تک جاندار اور مضبوط کردار ہے۔ ساجد کوثر سے محبت کی شادی کرتا ہے۔ روایتی بیوی کی طرح کوثر بھی اپنے شوہر سے محبت اور اس کی فکر کرتی ہے۔ ساجد کے کچھ کہنے سے پہلے اس کی بات کو سمجھ جاتی ہے۔ کوثر نے ساجد کا ہمیشہ مشکل وقت میں ساتھ بھی دیا اور وہ دونوں چھوٹے سے گھر میں ہنسی خوشی رہتے ہیں۔ گھر کے سب کام خود کرتی ہے اور بچے کی پرورش میں بھی دن رات صرف کر دیتی ہے۔

ان کے درمیان گہری محبت ہے لیکن شادی کے کچھ عرصے بعد کوثر میں تبدیلی آنا شروع ہوتی ہے اور اس تبدیلی کی وجہ ان کے درمیان شک اور عدم اعتماد ہے۔جو ان کی زندگی میں سلمٰی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔یہاں تک کہ ان کا بچہ بھی یہ خلا دور نہیں کر پاتا، کہتے ہیں بچے کی وجہ سے میاں بیوی کا رشتہ مضبوط ہو جاتا ہے مگر یہ ساجد اور کوثر کے درمیان نظر نہیں آتا ہے۔ایک روز جب کوثر اور ساجد سلمٰی کے گھر گئے تو واپس آ کر ان کے درمیان اپنے فلیٹ کو لے کر گفتگو ہوئی جس پر کوثر نے اچھی بیوی کا کردار ادا کیا اور ساجد کو تسلی دی۔

> ”یہ بھی رہنے کی جگہ ہے بھلا؟، کوثر نے بڑی نرمی سے کہا" کیا ہوا جادو؟ کیا سلمٰی کی باتیں آپ پر اثر کر گئیں؟"---------"جب تک میں اکیلا تھا یہ جگہ میرے لئے کافی تھی لیکن اب ہمیں باقاعدہ مکان میں رہنا چاہیے"۔کوثر نے کہا" میں تو تمہیں بڑا مضبوط سمجھتی تھی لیکن تم تو ہر طعنے، ہر حملے سے دوہرے ہو جاتے ہو"۔“ (5)

کوثر چاہتی ہے کہ ساجد ہمیشہ اس کے ساتھ رہے وہ اُس کو اپنا پابند بنا کر رکھنا چاہتی ہے اور اس پر ہر وقت نظر رکھتی ہے، انہی تبدیلیوں کی وجہ سے اور ہر وقت کے سوال جواب سے ساجد محبت کی شادی سے دور ہونا چاہتا ہے اور آزادی کا خواہش مند ہے جہاں وہ اپنی مرضی سے زندگی گزارے۔ان کے درمیان علیحدگی اور دوری کی وجہ دونوں کی منفرد سوچ اور شخصیت ہے۔اس محبت بھرے رشتے کا ختم ہو جانا بھی ساجد کو اکیلا کر دیتا ہے اور وہ سکون کی تلاش میں رہتا ہے اسی سکون کے لیے وہ فرانس کا سفر بھی کرتا ہے جہاں اس کی ملاقات ثریا سے ہوتی ہے۔

ایم خالد فیاض اس ناول کے نسوانی کرداروں کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

> ”اجنبیت اور بیگانگی کے واضح نہ سہی مگر مدھم نقوش ساجد کی زندگی کا حصہ ہیں۔اس کی زندگی میں آنے والی تین اہم خواتین سلمٰی، کوثر، ثریا میں سے کوثر اور ثریا کا اس کی زندگی میں انتہائی اہم کردار ہے ان میں سے کوثر سے اس کی ایک خاص وقت کے بعد لاتعلقی اور ثریا سے اس سے کا تعلق بہت معنی خیز بن جاتا ہے کوثر اُس کی زندگی کی باقاعدہ حد سے اندر آ کر اُس کی بیوی بنتی ہے، مگر ثریا اس حد سے باہر ہی رہتی ہے۔“ (6)

ساجد کی ثریا سے ملاقات فرانس میں ہوتی ہے جب وہ کوثر سے کچھ مدت کے لیے باہر سفر کی اجازت لے کر جاتا ہے۔ثریا فرانس میں رہتے ہوئے بھی ایک مکمل ایشیائی لڑکی کا کردار ادا کرتی ہے اور ہر وقت ساڑھی پہن کر رکھتی تھی۔ثریا کوثر کی نسبت زیادہ بہادر اور حوصلہ مند لڑکی ہے۔لندن میں رہنے کے باوجود وہ مغربی ماحول سے آزاد ہے اور اس پر یہاں کی سرگرمیوں کا بھی کوئی اثر نظر نہیں آتا ہے۔ثریا دل کی بیماری میں مبتلا ہوتی ہے لیکن پھر بھی باہمت اپنی زندگی اکیلے ہی گزارتی ہے۔

ثریا ایک مضبوط کردار ہے جس کی کسی بھی لمحے موت ہو سکتی ہے۔وہ اپنی زندگی کو "قطرہ قطرہ زندگی" کہتی تھی۔ثریا سب کی طرح آزادانہ طور پر زندگی کو جینا چاہتی تھی مگر اس کی بیماری اُسے اجازت نہیں دیتی۔کوثر کی نسبت ثریا کا کردار اہم ہے کیونکہ ساجد سے اس کا رشتہ روحانی ہوتا ہے ان کے درمیان جنسی تعلقات اور خواہشات نہیں ہوتے ہیں بلکہ اپنائیت، پائیداری اور حرمت ہے۔ثریا کی موت نے ساجد کو توڑ دیا تھا۔

سرتاج عزیز لکھتے ہیں۔

> ““Darya kay Sang” is the story of an intense lonely character who continues to convey his condensed wisdom on the human

> condition and his cumulative frustration to an imagined audience, sitting in front of him on different occasions.” ([7])

کوثر سے علیحدگی، ثریا کی موت اور سلمیٰ کی طرف سے ملی اذیت نے ساجد کو اندر سے ختم کر دیا تھا وہ اپنی زندگی سے بے زار ہو گیا تھا اس کی زندگی میں سکون اور خوشی کہیں کھو گئی تھی۔ زندگی سے ملی تنہائی اور بے چینی کو سمیٹ کر وہ دریا کے کنارے جا آباد ہوا تا کہ وہ اپنے کھوئے وجود کو ڈھونڈ سکے یا کم سے کم بے چینی کو ختم کر کے سکون حاصل کر سکے۔ "دریا کے سنگ" ایک فلسفیانہ ناول ہے مگر اس کو مکمل فلسفیانہ ناول بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اس ناول میں موجودہ انسانی زندگی اور ان کے دُکھ کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ "دریا کے سنگ" میں فلیش بیک تکنیک اور واحد متکلم صیغہ کا استعمال کیا گیا ہے۔ ناول کا اسلوب اُداس، اُکھڑا، داخلی احساسات اور رمز و عنایت سے بھرا ہوا ہے۔ جس میں ثریا اور ساجد کا حصہ زیادہ دل گداز ہے۔ نثار عزیز بٹ کے باقی ناولوں کی نسبت یہ ناول انتہائی عمدگی اور خاص مہارت سے لکھا گیا ہے۔

حوالہ جات

---

1 نجیبہ عارف، ڈاکٹر، ”دریا کے سنگ کے ساتھ اٹھارہ گھنٹے“، مشمولہ: کاروان خیال و جمال، حمیرا اخلیق، ڈاکٹر، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۷)، ص ۲۵۵

2 ایم۔ اے خالد، ”"دریا کے سنگ" تنقیدی مطالعہ“، مشمولہ: کاروان خیال و جمال، حمیرا اخلیق، ڈاکٹر، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۷)، ص ۲۷۵

3 نثار عزیز بٹ، ”دریا کے سنگ“، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء)، ص ۱۱۳

4 نثار عزیز بٹ، ”دریا کے سنگ“، مشمولہ: مجموعہ نثار عزیز بٹ، نیاز احمد، ص ۸۶۵، ۸۶۶

5 نثار عزیز بٹ، ”دریا کے سنگ“، مشمولہ: مجموعہ نثار عزیز بٹ، نیاز احمد، ص ۹۰۷

6 ایم خالد فیاض، ”دریا کے سنگ تنقیدی مطالعہ“، مشمولہ: کاروان خیال و جمال، حمیرا اخلیق، ڈاکٹر، ص ۲۸۰، ۲۷۶

7 Paper prepared for a special event organized by sustainable development policy institute (SDPI) in Islamabad on 30th May 2016 under the program “living legend”